السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آیت کریمہ :

٢٦ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا   وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ   فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا

کے قبل نازل ہوئی یا بعد؟ دوسرے :

''علم بالشئی لایستلزم القدرۃ علیک مافی قصة احد فانه صلی اللہ علیه وسلم کان عالما بانحسار المسلمین لرؤیا راھا کمافی کتب السیر مع انه لم یقدر علی ردماقدرہ اللہ،، (جمل ج 2ص 217) ایضا فیحتمل ان یکون قاله علی سبیل التواضع والادب ''

تیسرے آیت:

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ --سورۃ الاعراف 188

میں لوشرطیہ ہے۔ تووقوع جزا شرط کو مستلزم ہے یا نہیں؟ اور یہ آیت قیاس افترائی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو آپ بصورت قیاس اقترافی اور منطق آپ اس کو بیان فرمائیں؟ ازراہِ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔ جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

پہلی آیت سورۃ اعراف کی ہے۔ اوردوسری سورۃ جن کی دونوں سورتیں مکی ہیں۔ تفسیر اتقان میں لکھا ہے۔ اعراف جن سے پہلے اتری ہے اورایک قول کی بناء پر آیت واسئلھم عن القریۃ مدینہ میں اتری ہے۔ اورایک قول کی بناء پر واسئلھم سے لیکرواذ نتقنا الجبل تک مدینہ میں اتری ہے۔ ملاحظہ ہواتقان ص 15و31 اور تفسیر جامع البیان میں ایک قول واسئلھم سے واعرض عن الجاہلین تک مدنی ہونے کا نقل کیا ہے۔ مگر اس کو قیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔ خیر اگر یہ قول صحیح ہو تو پھر آیت ولوکنت اعلم الغیب بھی مدنی ہوگی۔ کیونکہ یہ واسئلھم اورواعرض کے درمیان ہے۔ اس صورت میں آیت فلایظھر علی غیبه پہلے ہوگی۔ مگر اس پہلے ہونے سے سائل کا اگر یہ مقصود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے غیب نہیں تھا پیچھے ہوگیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیت فلایظھر سے علم غیب کلی ثابت نہیں ہوتا بلکہ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی بعض باتوں کا اظہار نبی پر کردیتا ہے۔ سو اس سے کسی کو انکار نہیں۔ چنانچہ پہلے سوال میں ذکر ہوچکا ہے۔

اس کے علاوہ آیت کریمہ

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ --65 سورت النمل

سورۃ نمل کی آیت ہے اورنمل سورۃ جن کے بعد اتری ہے چنانچہ تفسیر اتقان کے ص 15 میں اس کی تصریح ہے۔ پس آیت قل لایعلم آیت فلایظھر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اوراس کے علاوہ دیگر آیات وواقعات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ صرف بذریعہ وحی جس بات کا آپ کو پتہ لگ گیا اس کا علم ہے باقی باتوں میں آپ دیگر انسانوں کی طرح بے خبر تھے چنانچہ پہلے سوال کے جواب میں بیان ہوچکا ہے۔ اوربخاری ص 974 جلد2 میں حدیث ہے کہ کئی لوگ حوض کوثر پر آئیں گے۔ فرشتے ان کو ہٹا دیں گے میں کہوں گا: یہ تو میرے آدمی ہیں۔ ان کو کیوں ہٹایا جاتا ہے؟ میرے جواب میں کہا جائے گا۔ انک لاتدری مااحدثوا بعدک ''یعنی تجھے علم نہیں کہ انہوں نے تیرے بعد دین میں کیا کچھ بدعات پیدا کیں۔'' پھر میں کہوں گا: فسحقا لمن غیر بعدی ''یعنی لعنت ہو اس شخص کے لیے جس نے میرے بعد دین کو بدل دیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد بھی علم غیب نہیں۔ چہ جائیکہ زندگی میں ہو ان آیتوں کے پہلے پیچھے ہونے کا سوال یہاں لایعنی سا ہے جس کا کچھ نتیجہ نہیں۔ اس طرح مسئلہ علم بالشئی قدرت کو مستلزم نہیں۔ اس کا تذکرہ بھی بے محل ہے۔ بلکہ سائل کو مضر ہے ہم تفسیر جمیل کی پوری عبارت نقل کیے دیتے ہیں۔ اس طرح ناظرین پر حقیقت حال واضح ہوجائے گی۔ ان شاء اللہ۔

قوله۔ ولوکنت اعلم الغیب الخ لقائل ان یقول لم لایجوزان یکون الشخص عالما بالمغیب لکن لایقدر علی دفع السراء والضراء اذا العلم بالشئ لایستلزم القدرۃ علیه کمافی قصة احد فانه صلی اللہ علیه وسلم کان عالما بانحسار المؤمنین لرؤیا راھا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کمافی کتب السیر مع انه لم یقدر علی ردماقدرہ اللہ واجیب بان استلزم الشرط للجزاء لایلزم ان یکون عقلیا ولاکلیا بل یجوزان یکون فی بعض الاوقات لزومیا فان قلت قداخبر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن المغیبات وقدجاءت فی الصحیح بذالک وهو من اعظم معجزاته صلی اللہ علیه وسلم فکیف الجمع بینه وبین قوله ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قاله علی سبیل التواضع والادب المعنیٰ لااعلم الغیب الاان یطلعنی

اللہ ویقدرہ لی و یحتمل ان یکون قال ذالک قبل ان یطلعه اللہ عزوجل علی الغیب فلما اطعمه اللہ اخبر به کماقال فلایظھر علی غیبه احداًالامن ارتضیٰ من رسول اویکون خرج ھذاالکلام مخرج الجواب عن سوء لھم ثم بعدذالک اظھرہ اللہ تعالی علی (اشیاء من المغیبات فاخبر عنھالیکون ذالک معجزۃ له ودلالة علی صحة نبوته صلی اللہ علیه وسلم» (اھ خازن تفسیر جمل جلد2ص 258

ترجمہ : ۔ آیت کریمہ ولوکنت اعلم الغیب پرکوئی یوں اعتراض کرسکتا ہے کہ یہ کیوں جائزنہیں کہ ایک شخص کوغیب کی بات کا علم ہو۔ مگرخیر شر کے حاصل یا دفع کرنے کی اس کوقدرت نہ ہو۔ کیونکہ علم قدرت کونہیں۔ چنانچہ جنگ احدکے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوشکست کا علم تھا۔ بوجہ خواب کے جوآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی جیسے کتب سیر میں ہے ۔ مگرباوجوداس کے تقدیرالٰہی کورد نہیں کرسکے ۔ جواب اس کا یہ ہے کہ جزاء کا شرط کولزوم ضروری نہیں کہ عقلی ہویا کلی ہو۔ بلکہ جائز ہے کہ لزوم فی بعض الاوقات ہو۔ اگرتوکہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی غیب کی باتوں کی خبر دی ہے ۔ اوراس بارہ میں صحیح احادیث وارد ہیں ۔ اوریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعظم معجزات سے ہے اوریہ آیت اس کی نفی کررہی ہے ۔ پس ان دونوں میں موافقت کس طرح ہوگی ؟ میں کہتا ہوں ۔ ہوسکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا میں غیب جانتا ہوں توبہت بھلائی جمع کرلیتا اورمجھے برائی نہ پہنچتی ۔ یہ بطورتواضع اورادب کے ہومطلب یہ ہو۔کہ میں غیب نہیں جانتا ۔ مگریہ کہ خدامجھے مطلع کردے اورمیرے لیے مقدرکردے اوراحتمال ہے کہ آپ کا یہ کہنا اطلاع علی الغیب کے پہلے ہو۔جب اللہ تعالیٰ نے آپ کواطلاع دی توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبرکردی ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "فلایظھر علی غیبه احداالایة یایہ کلام ولوکنت اعلم الغیب" کفارکے سوال کے جواب میں واقع ہوئی ہے اس کے بعداللہ تعالیٰ نے کئی غیب کی اشیاء پر مطلع کردیا۔ پس ان کی خبردی تاکہ یہ آپ کا معجزہ بن کرآپ کی نبوت کے صحیح ہونے پردلیل ہوجائے ۔

اس عبارت میں دواعتراض کیے ہیں:

ایک یہ کہ علم کوقدرت لازم نہیں توشرط وجزاء میں لزوم نہ ہوا۔ حالانکہ لزوم ضروری ہے ۔ دوسراا عتراض یہ کیا ہے کہ یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیب کی نفی کرتی ہے ۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیبات سے خبردی ہے ۔چنانچہ احادیث میں آیا ہے ۔

پھرہرایک اعتراض کا جواب دیا ہے کہ

لزوم فی بعض الاوقات کافی ہے ۔ لزوم فی بعض الاوقات کی صورت یہ ہے کہ انسان کوخدانے مکلف بنایا ہے ۔ نیکی بدی کی قدرت دی ہے ۔ کسب معاش کرتا ہے اپنی ضروریات کےلیے کوشاں رہتا ہے ۔ اس قسم کی قدرت سب انسانوں کوحاصل ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوبھی حاصل ہے ۔ پس قدرت کے ساتھ اگررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوخیر وشر کا علم ہوتا توبہت سی خیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرلیتے اوربرائی سے بچ جاتے ۔ یہی وجہ ہے لااستکثرت من الخیر ''بہت سی خیر جمع کرلیتا '' فرمایا ''لااستوعبت الخیر '' '' تمام خیر جمع کرلیتا '' نہیں فرمایا۔ کیونکہ تمام خیراس وقت جمع ہوسکتی ہے جب ہرشئے پرقدرت ہوتی ۔ جیسے اللہ تعالیٰ کوہرشئے پرقدرت ہے اوراس وقت لزوم کلی ہوتا۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ اہلحدیث]

[کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص213]

[محدث فتویٰ]